آج کے الجزائر کی ایک جھلک

(یہ مضمون کویت کے ماہنامہ العربی کے ایک مقالے کا ترجمہ ہے یہ مقالہ العربی کے فروری ۱۹۶۳ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ مدیر)

نحن جُندٌ فی سبیل الحق ثرنا — والی استقلالنا بالحرب قمنا
لم یکن یصغی لنا لما نطقنا — فاتخذنا رنة البارود وزنا
وعزفنا نغمة الرشاش لحنا — وعقدنا العزم ان تحیا الجزائر

فاشهدوا . . . فاشهدوا . . . فاشهدوا

(ہم سپاہی حق کی راہ میں اُٹھے ہیں اور اپنی آزادی کے لئے ہم نے جنگ کی ہے۔ جب ہم بولتے تھے کوئی ہماری طرف دھیان نہیں دیتا تھا پس ہم نے بارود کی آواز سے اہمیت بنائی اور مشین گن کے نغمے میں ہم گائے اور ہم نے یہ عزم کیا کہ الجزائر زندہ ہوگا۔ پس اس کے گواہ رہنا۔ پس اس کے گواہ رہنا۔ پس اس کے گواہ رہنا۔)

تم الجزائر میں جہاں بھی جاؤ گے، اور جس طرف کا بھی رُخ کرو گے، یہی نغمہ سنو گے۔ آج یہ نغمہ نوجوان، ادھیڑ عمر والے اور بچے سب گاتے ہیں جب کہ وہ اپنے انقلاب

کے دوسرے مرحلے، یعنی استحکام اور تعمیر کے مرحلے میں داخل ہو رہے ہیں۔

ان شہیدوں کے ناموں کو زندہ رکھنے کے لئے جنہوں نے الجزائر کی آ
کے لئے جانیں دیں، سب سے پہلے یہ کیا گیا کہ سڑکوں، بازاروں، میدانوں او
مقامات کے فرانسیسی نام ختم کرکے اُن سب کو شہیدوں کے ناموں سے
کردیا گیا ہے۔

الجزائر کو یورپ سے بحیرۂ روم جدا کرتا ہے اور افریقہ کے وسط اور جنو
اُسے وسیع و عریض، خشک اور جلتے ہوئے صحرائے اعظم نے الگ کر رکھا ہے
طرح اُس کو سمندر کے پانیوں اور صحرا کے ریگ زاروں نے گھیر رکھا ہے۔ ا
اُسے اپنی تاریخ سے سختی، جبر و تشدد اور خشکی ورثے میں ملی ہے۔ الجز
تاریخ کوئی ۲۸۲۳ سال پیچھے کو جاتی ہے۔ جس کی مختصراً تفصیل یہ ہے کا
(قرطاجنہ) یہاں ۸۶۰ قبل مسیح میں آئے اور ۷۱۴ سال تک اُن کا دور دورہ
۱۴۵ قبل مسیح میں یہاں پہنچے اور ۵۸۴ برس تک اُن کی حکومت رہی۔ یور
وحشی قبائل ونڈالی نے ۴۳۹ء میں اِدھر کا رُخ کیا اور ۱۰۰ برس یہاں رہے
کے بعد ان کے جانشین بازنطینی بنے جو ۵۳۸ء میں آئے اور ۱۱۲ سال تک
کے حاکم رہے۔ عرب ۶۵۰ء میں آئے جن کی وجہ سے الجزائر نے عربیت کو اپنا
وہ عربی بن گیا۔ ۱۵۱۵ء میں عثمانی ترکوں کو یہاں اقتدار حاصل ہوا، جن سے
نے ۱۸۳۰ء میں حکومت لی۔ اور ان سے ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء کو ۱۳۲ سال
ملک آزاد ہوا۔

فرانسیسی عہد میں اسّی فی صد فرانسیسی اور دوسرے غیر ملکی الجزائر کے
میں رہتے تھے۔ صرف الجزائر شہر کی کل آبادی میں سے جو ۹۹۱۷۸۳ تھی، فرا
اور غیر ملکی ۳۳۷۵۵۹ تھے۔ اور یہ سب الجزائر شہر کے نئے حصے میں رہتے تھے
شاندار عمارتیں، کشادہ سڑکیں اور خوبصورت باغ تھے۔ الجزائری شہر کے پرا
میں جسے "قصبہ" کہتے ہیں، اور جس کی گلیاں تنگ اور مکان ایک دوسر

ملے ہوئے ہیں، رہتے تھے۔

الجزائر میں گزشتہ آٹھ سال تک فرانسیسی فوجوں نے جو تباہ کن لڑائی جاری رکھی، اس نے جزائریوں کے ذہن اور ان کے روزمرہ کے اعمال پر بڑے واضح اثرات چھوڑے ہیں۔ چنانچہ اب بھی جب ایک جزائری گھر سے نکلتا ہے تو وہ گھر والوں کو اس طرح الوداع کہتا ہے کہ شاید وہ زندہ واپس آجائے یا کہیں راستے میں مارا جائے۔ اور اگر وہ وقت مقررہ پہ واپس نہ آئے، تو گھر والوں کو اس کی سلامتی کے متعلق تردد ہونے لگتا ہے۔ مسلسل آٹھ سال تک اس ملک میں موت اور زندگی اس طرح ایک دوسرے سے متصل رہی ہیں کہ لوگوں کو دونوں ایک سی لگتی ہیں۔

آزادی کے بعد جب فرانسیسی الجزائر سے نکلے، تو جو کچھ ان کے ہاتھ لگا، وہ یہاں سے لے گئے، وہ تمام مال و دولت لے گئے، تمام یہاں کے قیمتی آثار لے گئے۔ دفتروں کے فائل لے گئے، یہاں تک کہ وہ زرعی آلات لے گئے۔ لیکن جو چیز وہ نہ لے جاسکے، وہ الجزائر کی زمین ہے۔ گزشتہ نومبر تک یہ حالت تھی کہ بہت سی دکانیں بند تھیں۔ وہ فرانسیسی جو جزائریوں کے خلاف خفیہ تنظیموں میں حصہ لیتے تھے، وہ اس ڈر سے کہ جزائری اُن سے بدلہ لیں گے، اپنے مکان، اپنی دکانیں اور قہوہ خانے اُسی حالت میں چھوڑ کر بھاگ گئے، جس حالت میں کہ وہ تھے۔ ہم نے میدان بادیس میں ایک قہوہ خانہ دیکھا جس میں کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ میزوں پر چائے کے برتن پڑے تھے، اور اس میں کوئی آدمی نہ تھا۔

آزادی کے بعد حکومت الجزائر نے ایک قانون بنایا ہے، جس کی رُو سے اگر کوئی فرانسیسی ۷ راکتوبر ۱۹۶۲ء تک واپس نہ آئے، تو اُس کی جائداد بحق حکومت ضبط کر لی جائے گی۔ چنانچہ اس کے بعد بعض فرانسیسی تو واپس آگئے، لیکن بعض نے واپس آنا مناسب نہ سمجھا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اُن کے ہاتھ جزائریوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

الجزائر کے دارالسلطنت الجزائر شہر کے تقریباً ہر میدان میں سنگ مرمر یا

دوسرے پتھر کے پلئے نظر آئیں گے۔ جن کے اوپر سے مجسمے غائب ہیں، فرانسیسی
وقت یہ سب مجسمے لے گئے ہیں۔ جب جزائری مجاہد فرانس کے خلاف آزادی
جنگ لڑ رہے تھے، تو فرانسیسی دہشت پسندوں نے الجزائر یونیورسٹی میں آگ لگا
تھی۔ یہ آگ سات دن تک رہی۔ اس میں یونیورسٹی کی عمارتیں اور لیبارٹریاں جل
خاک سیاہ ہوگئیں، اور سب سے بڑا نقصان یونیورسٹی کی لائبریری کو پہنچا۔ ا
میں کوئی چھ لاکھ کتابیں تھیں، جن میں بعض نادر مخطوطات تھے۔ صرف لائبریری
نقصان کا اندازہ ایک کروڑ چالیس لاکھ ڈالر کا لگایا گیا ہے۔ یہ آگ فرانسیسی دہشت
پسندوں نے ۷ رجنوری ۱۹۶۲ء کو لگائی تھی۔

فرانسیسیوں نے الجزائر کو زبان، تہذیب اور آبادی کے لحاظ سے فرانسیسی
بنانے کی کوشش کی تھی۔ جزائری رہنما محمد خیفر نے ہمیں بتایا کہ ہزار میں صرف ایک
جزائری اچھی طرح عربی پڑھ سکتا اور لکھ سکتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک بھی عربی کالج
نہ تھا۔ ہماری عورتیں تک فرانسیسی اور اسپینی بولتی تھی۔ دراصل فرانس ہماری ع
روح کچل دینا چاہتا تھا، اور اسی کے خلاف ہم نے بغاوت کی۔ ۱۹۵۹ء میں ثانوی
مدارس میں غیر ملکی طالب علموں کے مقابلے میں جزائری طالب علموں کی تعداد ایک
چوتھائی سے بھی کم تھی۔

جدوجہد آزادی میں مردوں کے پہلو بہ پہلو جزائری عورتوں نے بھی حصہ لیا
بہت سی مجاہدہ عورتوں کو فرانسیسیوں نے بغیر ان پر مقدمہ چلائے مار ڈالا تھا۔ ایک خاتون
جمیلہ جسے فرانسیسیوں نے بڑی اذیتیں دی تھی، اخبار نویسوں سے اکثر کہتی ہے کہ میں اکیلی
نہیں ہوں، جس نے فرانسیسیوں کی سختیاں سہیں، میری طرح اور بہت سی خواتین تھیں
جو اس میں پیش پیش تھیں ایک خاتون اور یدا مداد تھی، جسے سخت عذاب دینے کے
بعد چھٹی منزل سے گرا کر مار دیا تھا۔ ایک لڑکی یمینہ عبید تھی، جو بم لے کر جا رہی تھی،
بم اُس کے بیگ میں پھٹ گیا جس سے اس کے دونوں پاؤں اور ہاتھ اُڑ گئے، وہ ز
ہے اور نیویارک میں اس کا علاج ہو رہا ہے۔ ہم الجزائر میں چار ایسی خواتین سے ملے

جنہیں موت کی سزا کا حکم سنایا گیا، لیکن بعد میں عالمی رائے عامہ کی وجہ سے یہ سزا نہ دی جا سکی۔

الجزائر میں کوئی تین لاکھ یتیم بچے ہیں۔ وہ ان شہیدوں کی اولاد ہیں، جو فرانسیسیوں کے مظالم کا نشانہ بنے، الجزائری خواتین کی بعض انجمنیں ان بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔

الجزائر کا رقبہ فرانس سے چار گنا ہے، لیکن اس کی آبادی صرف ایک کروڑ بیس لاکھ ہے۔ آبادی کا ایک بڑا حصہ شمال میں بحیرہ روم سے جو متصل علاقہ ہے اس میں رہتا ہے جس کا رقبہ دو لاکھ دس ہزار مربع کیلومیٹر سے زیادہ نہیں۔ اور کوئی آٹھ لاکھ پچیس ہزار افراد جنوب کے صحرائی خطے میں رہتے ہیں، جس کا رقبہ اکیس لاکھ اکہتر ہزار مربع کیلومیٹر ہے۔ الجزائر کی آبادی بڑی سرعت سے بڑھ رہی ہے۔ اندازہ ہے کہ ہر سال آبادی میں دو لاکھ نفوس کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح ۱۹۸۰ء تک الجزائر کی آبادی دو کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ اب مشکل یہ ہے کہ اتنی بڑی آبادی کے لئے زرعی زمین نہیں۔ اور بجائے اس کے کہ قابل کاشت زمین میں اضافہ ہو، وہ خشکی کی وجہ سے کم ہو رہی ہے۔

اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ ۱۹۵۴ء میں الجزائر میں آباد یورپیوں کی تعداد دس لاکھ بیالیس ہزار پانچ سو تھی۔ ان میں فرانسیسیوں کے علاوہ اسپینی اور اطالوی بھی تھے۔ اور اسی طرح دوسرے یورپی ملکوں کے آبادکار بھی تھے۔ کیونکہ فرانس نے یورپی مہاجروں کے لئے الجزائر کے دروازے چوپٹ کھول رکھے تھے۔ اب اکثر یورپی واپس چلے گئے ہیں، اور اس وقت الجزائر میں صرف دو لاکھ یورپی ہیں۔

یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ ۱۸۳۰ء میں جب فرانس نے الجزائر پر قبضہ کیا تو الجزائر کی کل آبادی چالیس لاکھ سے زیادہ نہ تھی۔

فرانسیسیوں نے الجزائر میں بڑی کثرت سے انگور کے باغ لگائے تھے، جس سے شراب بنتی تھی۔ اب بھی الجزائر کی بڑی اہم برآمد شراب ہے۔ الجزائر شہر کی بندرگاہ میں ایک بہت وسیع کمرہ ہے جس میں ایک الجزائری مستری جس نے فرانسیسی کی جگہ

لی ہے ایک کل ہلاتا ہے، اور روشنی اسے بتاتی ہے کہ پلاسٹک پائپوں کے ذریعہ سے جہازوں میں شراب جارہی ہے شراب کے یہ جہاز ایسے ہی ہیں جیسے پٹرول جہاز (ٹینکر) ہوتے ہیں۔ کمرے میں جو مشین لگی ہوئی ہے وہ ایک وقت میں جہازوں کو شراب پہنچاتی ہے۔ اس سے ایک گھنٹے میں ایک لاکھ لٹر (لٹر کا مکعب وزن) شراب بھری جاتی ہے۔

الجزائر میں بڑا اچھا لوہا نکلتا ہے۔ وہ فرانس کو برآمد ہوتا ہے۔ اسی طرح پٹرول بھی دساور کو جاتا ہے۔ الجزائر میں تیل اور گیس کے وسیع ذخائر ہیں، ان کی مدد سے الجزائر میں صنعتیں لگ سکیں گی۔

الجزائر میں ایک جامع مسجد تھی جو ایک سو بتیس سال تک گرجا رہی، اب پھر مسجد میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے:۔ ترکوں نے سترہ عیسوی میں یہ مسجد بنائی، دوسری مساجد کی طرح یہ بھی ایک مسجد تھی۔ جب ۱۸۳۰ء فرانسیسیوں نے الجزائر پر قبضہ کیا تو انہوں نے اس مسجد کو گرجا میں بدل دیا۔ ۲ تک یہ مسجد گرجا کے طور پر استعمال ہوتی رہی، لیکن جب الجزائر آزاد ہوا اور اقتدار ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا، تو اس گرجے کو دوبارہ مسجد میں تبدیل کر دیا گیا میں پہلی نماز ۲ رنومبر ۱۹۶۲ء کو جمعہ کے دن صبح کو ادا کی گئی۔ اس موقع پر ایک تقریب ہوئی جس میں کثیر التعداد لوگ شریک ہوئے، اور ان میں پیش پیش جمہوریہ بن بیلا تھے۔ اس کے علاوہ تمام عرب ملکوں کے نمائندے بھی موجود حکومت الجزائر کے وزیر اوقاف سید توفیق المدنی نے اس تقریب میں تقریر ہوئے کہا:۔

یا ارواح الشهداء اليكم تقدم الجمهورية الجزائرية هذا المسجد وذكراكم باقية فى قلوبنا - ان الدماء الحرة قد اثمرت جزائر حرة مستقلة -

(اے شہیدوں کی روحو! جمہوریہ الجزائر اس مسجد کو تمہارے حضور میں پیش

ہے اور تمہاری یاد ہمارے دلوں میں باقی ہے۔ آزاد خونوں نے آزاد الجزائر کو جنم دیا ہے)۔

اس گرجا کو جو اصل میں مسجد تھی، اور بعد میں فرانسیسی تسلط کے زمانے میں اسے گرجا بنا دیا گیا تھا مسیحی کلیسا کے ارباب اقتدار کی اجازت سے دوبارہ مسجد میں منتقل کیا گیا ہے۔ گرجے کو ایک دوسری عمارت میں جو نئے طرز کی ہے، اور خاص طور سے گرجے کے لئے تعمیر کی گئی ہے منتقل کر دیا گیا ہے۔

الجزائر شہر میں ایک بہت بڑی جامع مسجد ہے، جو اس شہر کی قدیم ترین جامع مسجدوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس جامع مسجد کا بانی کون تھا، یہ معلوم نہیں۔ ظن غالب یہ ہے کہ اس کی تعمیر ۴۰۷ھ ۔۔۔ ۴۷۵ھ کے درمیانی عرصے میں ہوئی۔ اس جامع مسجد کی مرمت ۱۲۳۳ھ میں کی گئی۔ مسجد کے دروازے پر یہ شعر کندہ ہیں ؎

قابلنی بدر السماء و قال لی ۔۔۔ علیك سلامی ایها القمر الثانی
فلا منظر یسبی النفوس کمنظری ۔۔۔ الا فانظر و احسنی و بهجة تیجانی
فزاد الٰهی رفعة لمعمر ۔۔۔ کما زاد فی شانی وفی رفع ارکانی

ترجمہ: بدرِ فلک مجھ سے ملاقی ہوا اور اس نے مجھ سے کہا اے قمر ثانی! تمہیں سلام ہو۔ کوئی ایسا منظر نہیں جو میری طرح نفوس کو گرویدہ کرے۔ پس میرا حسن دیکھو اور میرے تاجوں کی رونق دیکھو۔ اے میرے اللہ معمر کی رفعت زیادہ کر، جیسے اس نے میری شان اور میرے ارکان کی رفعت زیادہ کی ہے)۔

جدوجہد آزادی کے دوران فرانسیسی دہشت پسندوں نے جب دیکھا کہ اب فرانس کو الجزائر سے نکلنا ہی پڑے گا تو انہوں نے ملک کے ہر فلاحی ادارہ کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ الجزائر شہر کی یونیورسٹی کو جلانے کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ۱۷ جنوری ۱۹۶۲ء کو ان دہشت پسندوں نے الجزائر شہر کے سب سے بڑے ہسپتال "مستشفی مصطفیٰ" کو آگ لگا دی۔ جب یہ آگ ہسپتال کے زچہ بچہ وارڈ

تک پہنچی تو بڑی ہڑبونگ مچ گئی۔ اور لوگوں نے بچوں کو اُن کے "بیڈوں"
اٹھا کر بھاگنا شروع کیا۔ اس افراتفری میں بچے آپس میں گڈمڈ ہو گئے۔
میں والدین کے لئے یہ پہچاننا مشکل ہو گیا کہ ان کے کون سے بچے ہیں۔ اب تک
بچے ایسے ہیں جن کے ایک سے زیادہ دعوے دار ہیں۔

الجزائر کے تمام سرکاری اور نیم سرکاری اداروں پر فرانسیسی ا
قابض تھے۔ انہوں نے جہاں اہل جزائر کو تعلیم سے محروم رکھا وہاں یہ
بھی کی کہ اہلِ جزائر حکومت کا نظم و نسق چلانے کا کوئی تجربہ حاصل نہ کر
جب فرانس کا عمل دخل ختم ہو تو الجزائر کا سارا نظام ٹھپ ہو کر رہ
مثال کے طور پر الجزائر کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں تین سو فرانسیسی اہل
جب الجزائری حکومت نے ان دونوں اسٹیشنوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں
سب فرانسیسی اہل کاروں نے استعفیٰ دے دیا، اور کام پر نہیں آئے۔
اتفاق سے ساٹھ الجزائری ایسے تھے جو مجاہدین کے ساتھ پہاڑوں میں آزاد
کام کرتے تھے، وہ فوراً آ پہنچ گئے، اور ان ساٹھ نے تین سو کی جگہ لے لی
اس طرح الجزائر کا ریڈیو اور ٹیلی ویژن بند نہ ہوا۔

الجزائر میں بغاوت کا شعلہ یکم نومبر ۱۹۵۴ء کو بلند ہوا تھا۔ اس
الجزائر کے مختلف حصوں میں اور خاص کر اس کے صوبہ قسطنطینہ اور اوراس
بندوقوں کے پہلے فائر ہوئے جو اس بات کی علامت تھے کہ الجزائر میں فرانس
حکومت کے خلاف بغاوت شروع ہو گئی۔ اور یہ کہ الجزائری اپنی آزاد
حق لے کر رہیں گے۔ گو اس وقت مجاہدین کی بندوقیں معمولی شکار کی
تھیں، لیکن اُن کا زیادہ بھروسہ بموں اور ڈائنامیٹوں پر تھا۔

پورے آٹھ سال کے بعد یکم نومبر ۱۹۶۲ء کی صبح کو خود مختار آزاد ملک
کی پہلی فوجی پریڈ ہوئی۔ اس پریڈ میں سب سے آگے آگے شروع کے مجاہد
یہ عام لباس پہنے ہوئے تھے، اور اپنے گدھوں اور اونٹوں کے ساتھ مارچ

نظر آئے ۔ اس کے بعد الجزائری فوج کے جدید دستے آئے، اور ان کی تنظیم اور مستعدی نے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ۔ اس موقع پر الجزائر شہر کی بندرگاہ سے دو سرنگیں صاف کرنے والے سمندری جہازوں کی توپوں نے سلامی دی ۔ یہ دو جہاز اور چھ بم بار طیارے متحدہ عرب جمہوریہ نے جمہوریہ الجزائر کو تحفے میں دیئے تھے تاکہ یہ خود الجزائری بحریہ اور ہوائی فوج کی بنیاد بن سکیں ۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ ان دونوں بحری جہازوں کا ایک تہائی عملہ الجزائری تھا، جسے اسکندریہ کے بحری کالج میں تربیت دی گئی تھی۔

المُسَوّٰی مِنْ اَحَادِیْثِ المُؤَطّا

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی یہ مشہور کتاب آج سے ۴۳ سال پہلے مکہ مکرمہ میں مولانا عُبید اللہ سندھیؒ کے زیرِ انتظام چھپی تھی ۔ اس میں جا بجا مولانا مرحوم کے تشریحی حواشی ہیں ۔ مولاناؒ نے حضرت شاہ صاحب کے حالاتِ زندگی اور ان کی الموطا کی فارسی شرح پر مؤلف امام نے جو مبسوط مقدمہ لکھا اس کتاب کے شروع میں اس کا عربی ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے ۔

ولایتی کپڑے کی نفیس جلد۔ کتاب کے دو حصے ہیں

قیمت :- بیس ۲۰ روپے